General Instructions

1. Give numbering to headings
2. Do not write lengthy paragraphs. Write medium sized paragraphs with headings.
3. Do not use table for comparison and contrast questions.
4. Draw figures/diagram/flowchart where needed.
5. Start new question from fresh page.
6. Give around 15 headings for 20 marks question.
7. Every question should have introduction and conclusion paragraphs.
8. Add Quran/Hadees references wherever possible.
9. Narrate incidents from the life of Holy Prophet (SAWW) and Khulafa-e-Rashideen.
10. Add one quotation of famous religious scholar in each question.
11. Change colour scheme for references to give them more visibility.
12. Manage time
13. Wide page borders are discouraged. Should be reasonable.
14. Avoid writing wrong references.
15. Give more weightage to expressedly asked part/s of the question.

سوال نمبر ۲

۱ تعارف:

حج کا لغوی معنی ارادہ کرنا ہے۔ حج اسلام کا پانچواں رکن ہے یہ ایک مرتبہ فرض ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہو جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو اس کے گھر تک پہنچ سکتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جس نے کفر کی روش اختیار کی تو وہ جان لے کہ اللہ سارے جہان والوں سے بے نیاز ہے"
(آل عمران: ۹۷)

حج کی شرائط:

حج کرنے والا مسلمان ہو، آزاد ہو، عاقل ہو، بالغ ہو، صحیح الدماغ ہو، بصیر ہو، اس کے پاس حج کا خرچ سفر کا خرچ اور اہل و عیال کا خرچ ہو، آنے اور اس دوران حج کے لوازمات کے لیے ضروری خرچ موجود ہو، اس کے پاس سواری ہو یا سواری کا خرچ ہو اور راستہ محفوظ ہو اور اگر عورت حج کرنے والی ہے تو اس کے ساتھ اس کا خاوند یا محرم ہو۔

حج کے فرائض:

حج میں تین فرض ہیں: (۱) احرام (۲) ۹ ذوالحجہ کو زوال آفتاب سے ۱۰ ذوالحجہ کی صبح تک کسی بھی وقت میدان عرفات میں وقوف کرنا (۳) ۱۰ ذوالحجہ سے آخر تک کسی بھی وقت کعبہ کا طواف کرنا۔ مؤخر الذکر دونوں اہم رکن ہیں۔ ان میں ترتیب بھی فرض ہے۔ اسی طرح پہلا حج کی نیت سے احرام باندھنا، پھر وقوف عرفات کرنا، اور اس کے بعد طواف زیارت کرنا، جب کہ حج کی سعی کو طواف زیارت سے پہلے کرنا بھی جائز ہے۔

ب۔ حج کے روحانی اثرات

حج ان ظاہری مراسم کا نام نہیں بلکہ یہ حج کی صرف جسمانی اور ظاہری شکل ہے۔ حج کے یہ ارکان ہمارے اندرونی احساسات، کیفیات اور تاثرات کے مظاہر اور تمثیلیں ہیں۔ اسی لیے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصلی اور صحیح حج کا نام "حج مبرور" (پاکیزہ اور مقبول حج) رکھا ہے۔ تمام قربانیات ان ہی تمناؤں کا اظہار ہے۔ حج کی روحانیت درحقیقت توبہ اور گزشتہ کھوئی ہوئی عمر کی تلافی کے عہد اور آئندہ کے لیے اطاعت اور فرماں برداری کے اعتراف اور اقرار کا نام ہے۔

اس کا ارشاد دعائے ابراہیمی میں یوں ہو رہا ہے۔

ترجمہ: "اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا فرماں بردار بنا اور ہماری اولاد میں سے اپنا ایک فرماں بردار گروہ بنا اور ہم کو ہمارے حج کے احکام اور طریقے سکھا اور ہماری طرف رجوع کر بے شک تو بہت رجوع کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔" (البقرۃ: 128)

۱۔ محبت و اطاعت الٰہی کا فروغ:

جو شخص خلوص نیت سے حج کا سفر اختیار کرتا ہے اس کے دل میں اللہ سے پیار کی ایسی شمع روشن ہو جاتی ہے جو اس کے قلب کو غلاظتوں سے پاک کر کے ہدایت سے منور کر دیتی ہے پھر وہ محبت و اطاعت الٰہی کے جذبے کے تحت عملی طور پر قربانی دینے کے لیے ہر وقت تیار نظر آتا ہے۔

۲۔ اللہ کی عبادت کا حقیقی فہم:

عبادت الٰہی میں تاثیر کے لیے ضروری ہے کہ انسان عبادت کے مفہوم اور مقصد سے آگاہ ہو۔ حج میں نماز، روزہ اور زکوٰۃ

کی مختلف کیفیات سے وقت بہ وقت گزر جاتی ہے جو اللہ کی عبادت کا حقیقی مفہوم پیدا کرنے اور اسے فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اس طرح انسان کو اپنے رب کی عبادت کا ڈھنگ آ جاتا ہے۔

۳۔ جذبہ ایثار کا فروغ:

جذبہ ایثار خود غرضی، لالچ اور ذہنی پستی کو ختم کرتا ہے۔ حج جذبہ ایثار کے فروغ کے لیے بہترین تربیتی کورس ہے۔ حج کے ایام میں ہر لمحہ ایثار و قربانی کا عملی مظاہرہ کرتا ہے۔

ج۔ حج کے اخلاقی اثرات:

۱۔ ذمہ داریوں کا احساس:

حج کے ذریعے انسان اپنی تمام ذمہ داریوں کا احساس کر سکتا ہے۔ حج اس وقت فرض ہوتا ہے جب اہل و عیال کے نفقہ سے کچھ رقم بچتی ہے۔ اس لیے آدمی حج کے لیے اس وقت نکلتا ہے، جب اہل و عیال کی ضرورتوں کا سامان کر لیتا ہے۔ اس لیے اس کو اہل و عیال کے مصارف کی ذمہ داریاں خود بخود محسوس ہو جاتی ہیں۔ معاملات میں قرض انسان کے سر کا بوجھ ہے اور حج وہی شخص کر سکتا ہے جو اس سے سبکدوش ہو جائے۔ اس لیے معاملات پر اس کا نہایت عمدہ اثر پڑتا ہے۔

۲۔ حسد کا خاتمہ:

عام طرز معاشرت اور دنیوی کاموں میں آدمی اپنے سینکڑوں دشمن پیدا کر لیتا ہے لیکن جب خدا کی بارگاہ میں جانے کا ارادہ کرتا ہے تو سب سے پہلے بری الذمہ ہو کر جانا چاہتا ہے اس لیے رخصت ہوتے وقت ہر قسم کے بغض و حسد سے اپنے دل کو صاف کر لیتا ہے۔ لوگوں سے اپنے قصور معاف کراتا ہے۔ روٹھوں کو مناتا ہے۔ قرض

خواہشوں کے قرض ادا کرتا ہے۔ اس لحاظ سے حج معاشرتی، اخلاقی اور روحانی اصلاح کا بھی ایک ذریعہ ہے۔

۳۔ اخوت:

حج سے مسلمانوں کے درمیان اخوت اور بھائی چارہ کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ پوری دنیا سے مسلمان ایک جگہ پر اکٹھے ہوتے ہیں اس اجتماع کی وجہ سے اُن کے درمیان محبت کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے۔

۴۔ کسب حلال:

بہت سی اخلاقی خوبیوں کا سرچشمہ کسب حلال ہے۔ چونکہ ہر شخص حج کے مصارف میں مال حلال صرف کرنے کی کوشش کرتا ہے اس لیے خود حلال و حرام کی تفریق کرنی پڑتی ہے اور اس کا جو اثر انسان کی روحانی حالت پر پڑ سکتا ہے وہ ظاہر ہے۔

د۔ حج کے معاشرتی اثرات:

۱۔ اتحاد عالم اسلامی:

حج اتحاد عالم اسلامی کے لیے بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔ اسلامی ممالک کو اس سالانہ اجتماع سے استفادہ کرتے ہوئے اتحاد اسلامی کو فروغ دینا چاہیے۔ افراد کی طرح حکومتیں بھی اتحاد کا عملی مظاہرہ کریں۔ حج فی الحقیقت اتحاد عالم اسلامی کے فروغ کا بہترین موقع ہے۔

مکے نے دیا خاکِ جنیوا کو یہ پیغام
جمعیتِ اقوام کہ جمعیتِ آدم؟

۲۔ ملت اسلامیہ کے مسائل کا حل:

حج مسلمانان عالم کے مسائل کے حل کے لیے بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس موقع کو عالمی اسلامی مسائل کے حل کے لیے استعمال کریں اور یہودیوں، نصرانیوں اور لادینوں کے چنگل سے نکل کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لیے راہ ہموار کریں۔ بقول اقبال:

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

۳۔ اسلام کی تبلیغ:

جب انسان رضائے الٰہی کی خاطر حج کا سفر اختیار کرتا ہے تو اس پر حکم الٰہی غالب آجاتا ہے مادی خواہشات کا خاتمہ ہو جاتا ہے، بندے کے قول و فعل میں فرق نہیں رہتا اور ایسی حالت میں تبلیغ کا فریضہ سرانجام دے کر بہترین نتائج کا حامل ہو سکتا ہے۔ حج انسان میں داعیانہ خصوصیات کو فروغ دیتا ہے۔

۴۔ تاریخ اور جغرافیائی معلومات میں اضافہ:

بندہ جب مناسک حج ادا کرتا ہے تو حقیقت وہ تاریخ کو جغرافیائی خدوخال کے آئینے میں دہرا رہا ہوتا ہے۔ حج سے عملاً گزرنے کے بعد انسان کی تاریخی اور جغرافیائی معلومات میں انتہائی پختگی ہو جاتی ہے۔

الغرض، حج اسلام کا صرف مذہبی رکن ہی نہیں بلکہ وہ اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی، سیاسی و ملی زندگی کے ہر رخ اور ہر پہلو پر حاوی اور مسلمانوں کی بین الاقوامی حیثیت کا سب سے بلند مینار ہے۔

سوال 7

1. اجتہاد:

کسی کام پر پوری طاقت صرف کرنے اور اس پر انتہائی مشقت اٹھانے پر طبیعت کو مجبور کرنا اجتہاد کہلاتا ہے۔ (مفردات القرآن)

اصطلاحی تعریف:

(i) امام غزالیؒ اجتہاد کی تعریف یوں بیان فرماتے ہیں:
"مجتہد کا شرعی احکام کے علم کی تلاش میں اپنی کوشش کرنا"

(ii) علامہ عبد العزیزؒ فرماتے ہیں:
"اجتہاد اس کوشش کے لیے مخصوص ہے جو شرعی احکام سے متعلق علم حاصل کرنے میں کی جاتی ہے"

قرآن مجید سے اجتہاد کا ثبوت:

اجتہاد کا ثبوت قرآن مجید سے بھی ملتا ہے۔ قرآن مجید کی سورۃ التوبہ میں ارشاد ربانی ہے:

"پس کیوں نہ ایسا کیا گیا کہ مومنوں کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکل آتی جو دین میں فہم و بصیرت پیدا کرتی؟
(التوبۃ: 122)

آگے اجتہاد کے حق میں اللہ تعالیٰ سورۃ العنکبوت میں ارشاد فرماتا ہے:

"اور جنہوں نے ہمارے راستے میں جدوجہد کی ہم انھیں اپنا راستہ دکھا دیں گے"
(التوبۃ: 122)

ب۔ مجتہد کی اقسام:

۱۔ مجتہد فی الشرع

اسے "مجتہد مستقل" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کسی خاص فقہی مذہب کا بانی ہوتا ہے اور اپنے مقرر کردہ اصول و قواعد پر دلائل شرعیہ سے مسائل کے احکام کا استنباط کرتا ہے وہ اصول و فروع میں کسی دوسرے کی تقلید نہیں کرتا۔

۲۔ مجتہد فی المذہب

ایسا مجتہد کسی مذہب کا بانی نہیں ہوتا بلکہ اپنے امام کے وضع کردہ اصول و قواعد پر مسائل کا حل تلاش کرتا ہے۔

۳۔ مجتہد فی المسائل:

ایسا مجتہد صرف اُن فروعی مسائل میں اپنے اجتہاد سے کام لیتا ہے جن میں اُس کے امام سے کوئی روایت نہ ملتی ہو۔ وہ اصول و فروع میں اپنے مذہب کے امام کی مخالفت نہیں کرتا۔

۴۔ مجتہد مقیّد:

اسے صاحب تخریج بھی کہتے ہیں۔ یہ اپنے امام کے اصول و آراء کا پابند ہوتا ہے۔ اس میں اجتہاد والی صلاحیت نہیں ہوتی البتہ وہ اپنے مذہب کے اصول، احکام کی حقیقت و منشا اور اُن کے دلائل کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔ مجتہد مقید کا کام مجمل قول کی تفصیل کرنا اور ایک سے زیادہ جہتیں رکھنے والے قول کا تعین کرنا ہوتا ہے۔ اس طبقہ میں حنفی مذہب کے فقہا میں امام جصاص رح وغیرہ شامل ہیں۔

ج۔ اجتہاد کے طریقے:

اجتہاد کے طریقے علماء کو مسائل کا حل نکالنے کے لیے اپنی علمی قدرت، تفکر اور معاشرتی مقاصد کا استعمال کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ اسلامی فقہ میں، اجتہاد کے دو مختلف طریقے ہیں۔

۱۔ اجتہاد بالقیاس:

اس طرح کا اجتہاد جب کرنا پڑتا ہے جب کسی معاملے کا قرآن یا حدیث میں کوئی مخصوص حکم موجود نہ ہو، لیکن کسی موجودہ حکم کو وہی معاملہ بھی مطابقت دیتا ہو جس کے لیے حکم نہیں ملا تو علماء ان معاملات کو حل کرنے کے لئے مشابہہ موقعوں کو قائل کر کے اجتہاد کرتے ہیں۔

۲۔ اجتہاد بالروایات:

جب کوئی نیا مسئلہ پیدا ہوتا ہے جس کا قرآن یا حدیث میں مخصوص حکم موجود نہ ہو، تو علماء مختلف مذاہب کی روایات کو جمع کر کے اس مسئلے کا حل تلاش کرتے ہیں۔

د۔ اجتہاد کے فوائد:

۱۔ تطابق پذیری:

اجتہاد زمانے کے مطابق اسلامی قانون کو تنظیم سے تبدیل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ جس سے سماجی اور معاشرتی برستواری کیلئے صواحہ کیا جاسکتا ہے۔

۲- تقلید سے آزادی:

اجتہاد کے ذریعے لوگوں کو تقلید سے آزادی ہوتی ہے، جس سے وہ خود اپنے علمی سمجھ اور تفکر سے مسائل کا حل نکال سکتے ہیں۔

۳- اسلامی قانون کا ترقی پسند:

اجتہاد، زمانے کے مقاصد اور نئے مسائل کے مطابق اسلامی قانون کو تعظیم دینے میں مدد کرتا ہے، جس سے قانون زمانے کے ساتھ ترقی کر سکتا ہے۔

۴- مختلف مذاہب کی ترقی:

اجتہاد کے ذریعے مختلف اسلامی مذاہب اپنے اپنے طریقوں سے مسائل کا حل نکال سکتے ہیں، جو مذہبی فکر کو زیادہ امیر اور وسیع بناتا ہے۔